بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھٰذا کتٰبنا ینطق علیکم بالحق

مقیاسُ الحنفیّت

جُنید زمان پیر طریقت مناظرِ اعظم
ابو عبدالوہاب مولانا محمد عمر صدیقی علیہ الرحمہ

المقیاس پبلشرز
۴- دربار مارکیٹ لاہور

تمت بالخیر

باوجود مغلوب ہونے کے توبہ نہ کی تو جلال الدین قزوینی نے ابن تیمیہ کو قید کر دیا۔ بعدازاں اس کے توبہ کرنے پر بری کیا گیا۔ پھر بدلا۔ پھر قید ہوا تو بادشاہ کی طرف سے اعلان کیا گیا۔ کہ علماء کے اتفاق سے اس شخص کا عقیدہ درست نہیں ہے۔ لہٰذا من اعتقدا اعتقاد ابن تیمیتہ حل مالہ و دمہ جو تمہیں ابن تیمیہ کے عقیدے کا ملے اس کا مال لوٹ لو اور اس کو قتل کر دو۔ چنانچہ چند دن کے واسطے وہابیت روپوش ہوگئی۔ بادشاہ کے مرنے کے بعد احمد بن محمد ابن تیمیہ کے شاگرد نے جامعہ امیر حسین اور جامعہ عمر بن عاص میں اب تیمیہ کے عقیدے کا وعظ کیا۔ درر کامنہ ص ۳۰۲ میں لکھا ہے کہ منبر پر کھڑے ہو کر احمد بن محمد نے نبی ﷺ اور بزرگوں کی شان میں گستاخانہ لفظ استعمال کیے تو اس کو ناصر بادشاہ نے اپنے نائب کے سپرد کر دیا تو اس نے عدالت میں ہی محمد بن احمد کو مار مار کر خون آلود کر دیا۔ اور گدھے پر الٹا سوار کر کے شہر میں پھرایا۔ اور اعلان کیا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے نبی ﷺ کی ہتک میں وعظ کیا ہے۔ پھر اس کو بھی قید کیا گیا۔ دوسری جگہ ابن تیمیہ کے دوسرے شاگرد ابن قیم نے تیمی مذہب کی تبلیغ شروع کر دی اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ چنانچہ انہی دنوں کے فتوے سے آجکل بھی وہابی ان کی تقلید میں فتویٰ دیتے ہیں۔ ابن قیم وغیرہ تقلید کے برخلاف بھی کچھ کہنے پر تل آئے۔ آہستہ آہستہ ابن تیمیہ کے عقیدے کا دھواں رمتا رہا۔ باوجود اس کے شاہان اسلام کی طاقت کے باعث علی الاعلان اس مذہب کی اشاعت نہ ہوسکتی تھی۔ یہاں تک کہ ۱۱۰۵ھ میں محمد بن عبدالوہاب نجدی نے ابن تیمیہ اور ابن قیم کی پرانی ضائع شدہ کتابوں کی اشاعت شروع کر دی اور زور شور سے اس مذہب کی مستقل بنیاد رکھ دی۔ اور اپنے آپ کو حنبلی مذہب کے نام کا پردہ ڈال کر تیمی مذہب کی اشاعت شروع کر دی۔ اور اپنے مذہب کی چند کتابیں کتاب التوحید و کشف الشبہات وغیرہما تصنیف کیں۔ اور ۱۱۴۳ھ میں قومی رضا کار بھرتی کر کے تمام نجد پر چھا گیا۔

چنا چہ تمام عرب پر ایسا مسلط ہو گیا۔ کہ جو مسلمان نبی ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کو جاوے یا انبیاء اولیاء اور صالحین کے وسیلہ کا اظہار کرے تو اس پر مشرک کا فتویٰ لگا کر محمد بن عبدالوہاب کے مخالف مذہب ہونے کی بنا پر اس کو قتل کیا جاتا۔ لیکن اللہ نے اس کے بھائی شیخ سلیمان کو اس کے مقابلے کے واسطے بنا دیا۔ جس نے تحریراً و تقریراً اپنے بھائی کا رد کیا۔ محمد بن اسماعیل یمنی نے یمن میں وہابیت کو کافی فروغ دیا۔ اور حضور ﷺ کی ہتک میں کافی اشاعت کی۔ اس طرف ہند میں شاہ ولی اللہ صاحب ہندی ۱۱۱۴ھ میں پیدا ہوئے جو محمد بن عبدالوہاب نجدی سے ۹ برس چھوٹے تھے۔ شاہ صاحب نے اپنے والد ماجد سے تمام علوم حاصل کیئے شاہ صاحب کا عقیدہ حنفی تھا۔ اور انہوں نے اپنے باپ شاہ عبدالرحمٰن صاحبؒ کی ولایت کی جانشینی اختیار کی۔ شاہ صاحب کا نام احمد تھا۔ شہرت اس وقت تک پہنچ گئی کہ کوئی شاہ ولی اللہ کہتا تھا کوئی قطب الدین کے لقب سے نوازتا تھا۔ چنانچہ آپ کو نبی ﷺ کی محبت نے اتنا بھانپا کہ آپ نے ایک قصیدہ مدحیہ جس کا نام **الطیب النعم فی مدح سید العرب والعجم** تحریر فرمایا۔ جس کا ایک شعر تحریر کیا جاتا ہے۔ ص ۲۲

وَصَلّٰی عَلَیۡکَ اللّٰہُ یَاخَیۡرَ خَلۡقِہٖ وَ یَاخَیۡرَ مَامُوۡلٍ وَّیَاخَیۡرَوَاہِب

خود ترجمہ فرماتے ہیں (یعنی رحمت فرستد بر تو خدائے تعالیٰ اے بہترین خلق خدا اے بہترین کسی کہ امید او داشتہ شود والے بہترین عطا کنندہ اور بزرگان دین کے تمام وظائف کا ہر روز ورد فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ **الانتباہ فی سلاسل اولیاء** ایک کتاب لکھی جس میں لکھا کہ اوراد فتحیہ جس میں الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول بھی درج ہے۔ مجھے اجازت ہے میں پڑھتا ہوں۔ جواہر خمسہ بھی پڑھا کرتے تھے جس میں یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاللہ موجود ہے اور ہر روز پڑھتے تھے۔ اچانک ارادہ حج آپ کو حجاز لے گیا وہاں محمد بن عبدالوہاب نے دیکھا کہ بڑا ذی اثر عالم ہے۔ شاہ

صاحب سے بڑی محبت کا وطیرہ اختیار کیا۔ اور اپنے عقائد سے شاہ صاحب کو ورغلا:
شروع کیا۔ داناؤں نے سچ کہا ہے۔

صحبت بدرا تباہ مے کند دیگ سیاہ جامہ سیاہ مے کند

باپ کی صحبت نے شاہ صاحب کو رنگا۔ اور حرمین شریفین تک رسائی کروادی
جس کے متعلق آپ نے کئی کتابیں لکھیں۔ دیکھئے فیوض الحرمین وغیرہ۔ نجدی کی
صحبت کی تو رسائی بھی گئی۔ اور رنگ بھی جاتا رہا۔ جب واپس پہنچے جو حالت وگرگوں ہو
چکی تھی۔ اور اپنے والد ماجد کا عطیہ ولایت بھی کھو بیٹھے۔ حتےٰ کہ والد ماجد کے سمجھے
ہوئے مریدنی نے جب ہتک آمیز کلمات بزرگوں کی شان میں سنے تو دست افسوس
ملتے ملتے علیحدہ ہو گئے۔ محمد بن عبدالوہاب کے عقیدہ کی چند کتابیں بلاغ المبین وغیر
انبیاء واولیاء کی توہین میں شائع کیں۔ مسلمانان ہندوستان کا چونکہ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ
کی سعی بلیغ سے حنفیت کا رنگ پکا ہو چکا تھا۔ اور شاہ عبدالرحیم صاحب کی صحبت سے
لوگ متاثر تھے۔ شاہ صاحب کی تحریر و تقریر مسلمانوں کو بے رنگ نہ کر سکی۔ دہلی میں
ایک شور برپا ہو گیا کہ ولی اللہ وہابی ہو چکا ہے۔ چنانچہ حیات طیبہ کے ص ۱۲ پر درج ہے
کہ تمام علماء اسلام نے متفقہ طور پر فتویٰ کفر صادر کیے تو شاہ صاحب کا بدی و علمی وقا
ہباءً منثوراً ہو گیا۔ شاہ صاحب نے اپنے نئے مذہب وہابیت کی اشاعت کے واسطے
اپنے خاندانی مذہب حنفی کے نام کو بدل کر محمدی رکھ لیا۔ چنانچہ چند متمول اشخاص شا
صاحب کے معتقد بن گئے۔ اور مذہبی آسانی اور آزادی دیکھ کر پسند کر لیا۔ اور شا
صاحب کے ہر وقت حفاظت میں مقید ہو گئے کیونکہ ہر مسلمان شاہ صاحب کے کلمات
کو انبیاء اللہ اور اولیاء کرام کے برخلاف برداشت نہ کر سکتا تھا۔ اور چونکہ مسلمان فرقہ
وہابیہ سے باخبر ہو چکے تھے۔ اس واسطے عوام وخواصان کو سمائے محمدی کے وہابی ہی کہتے
تھے۔ کیونکہ سوائے شاہ صاحب کے اور کوئی عالم شخص وہابی نہ تھا۔ لوگ اس وقت شا

صاحب کو بڑا مذہبی مجرم سمجھ کر حملہ آور بھی ہوتے تھے۔ لیکن حکومت اسلامی کے انصاف سے خائف تھے۔ شاہ صاحب کس مپرسی کی حالت میں اپنے دینی وطن نجد کو آبائی وطن پر مقدم سمجھتے ہوئے محمد بن عبدالوہاب کے پاس جا کر وہابیت کے مقتدر نمائندے کی حیثیت میں قیام پذیر ہوئے۔ چنانچہ اخیر عمر میں پھر لوٹے۔ محمدی مذہب کی حالت میں جب ہندوستان پھرے تو اپنے جانشین ولائق بیٹے شاہ عبدالعزیز صاحب وشاہ رفیع الدین صاحب چھوڑ گئے۔ ان دو حضرات نے بھی اپنے دادا کے حنفی مذہب کو پسند فرمایا۔ لیکن آبی اثر ضرور متاثر ہوتا ہے کچھ نہ کچھ شاہ ولی اللہ صاحب کا معمولی سارنگ چڑھا۔ جس کا علماء کرام نے کافی جواب دیدیا۔ ان کے بعد ۱۱۹۳ھ میں ان کے بھتیجے اسماعیل پیدا ہوئے۔ علم دین حاصل کیا لیکن تحریر سے بچارے بالکل عاری تھے۔ محمد اسماعیل صاحب نے بھی شاہ ولی اللہ صاحب کی تائید میں اپنا مذہب محمدی کہلوایا۔ گو تمام مسلمان ان کو بدعتی اور وہابی کے نام سے مدعو کرتے تھے۔ اسماعیل صاحب نے اپنے ساتھ ایک بالکل ان پڑھ شخص سید احمد بریلوی کو وہابیت کا دستی مدد معاون بنالیا۔ دہلی میں کچھ حنفیت غالب تھی۔ صاحبزادگان شاہ ولی اللہ صاحب عقیدہ احناف کے مطابق فتوی دیتے تھے۔ بھلا اسماعیل صاحب کی کون سنے۔ اسماعیل صاحب چاہتے تھے کہ میں وہابیت کا پرچار کھلم کھلا کروں اور اس مذہب کی اشاعت ہندوستان میں بھی ہو۔ لیکن ان کو کوئی موقعہ نہ ملتا تھا۔ آخر کتاب التوحید مولفہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی ترجمانی میں کتاب تقویۃ الایمان صراط مستقیم اور تنویر العلین وہابیت کی تائید میں شائع کیں۔ لوگ سوائے چند اشخاص کے کتابیں پڑھ کر بڑے متنفر ہوئے اور ان کے جواب میں کتابیں لکھیں۔ چنانچہ سکھ قوم حکومت مغلیہ سے باغی ہو کر صوبہ پنجاب کے حاکم بن چکے تھے۔ انہوں نے مسلمانان پنجاب پر ایسے ایسے مظالم ڈھائے کہ خدایا تیری پناہ۔ اسماعیل صاحب نے سیاسی موقعہ سوچا کہ

سکھوں کے برخلاف جہاد کر کے مسلمانوں کو اپنی فوج بنا کر پنجاب فتح کیا جائے تو حکومت وہابیہ مستقل بن جائے گی اور آہستہ آہستہ سارا ہندوستان وہابیہ سے پر ہو جائے گا۔ مولوی اسماعیل صاحب اور سید احمد صاحب نے سرحد ہند و افغانستان میں آ کر آزاد قبائل کو سکھوں کے برخلاف جہاد کے واسطے بھڑکایا۔ ان میں چونکہ جہاد کی تڑپ پہلے ہی موجود تھی۔ ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ لیکن اللہ کریم کو دونوں کی کامیابی الاعملہ بالبنیات کے اصول سے منظور نہ تھی۔ سکھوں کے مقابلہ میں شکست فاش دی۔ اور ۱۲۴۶ھ میں سکھوں کے ہاتھوں قتل کروادئے۔ اور ساری سکیم ملیامیٹ ہو گئی۔ اس طرف حجاز میں ۱۲۲۰ھ میں سعود امیر وہابیہ نجدیہ نے تمام قبے شہید کر دئے حتیٰ کہ حضور ﷺ کا روضہ اطہر بھی شہید کر دیا ۱۲۲۹ھ میں سعود کے فوت ہونے کے بعد اس کی جگہ عبداللہ بن سعود جانشین ہوا۔ ۱۲۳۳ھ میں ابراہیم بادشاہ مصر نے عبداللہ کو شکست دے کر عبداللہ کو قید کر کے مصر لے گیا۔ اور حجاز پر قبضہ کیا ۱۲۳۵ھ میں عبداللہ بن سعود نجدی کو مصر کے ہمایوں دروازہ کے پاس قتل کروادیا۔ ہندوستان میں مولوی مملوک علی صاحب جو تمام دیابنہ کے استاد ہیں دہلی میں اجمیری دروازہ عربک ہائی سکول کے مدرس اول تھے۔ ان کو حرمین شریفین کی زیارت کا شوق ہوا تو وہاں پہنچتے ہی وہابیت سے متاثر ہو گئے۔ اور اپنا نام مملوک علی کی بجائے مملوک علیکی بجائے مملوک العلیٰ بدل دیا۔ اور اور واپس گھر پہنچتے ہی نانوتہ ضلع سہارنپور سے ملوی محمد قاسم صاحب کو ساتھ لیتے آئے۔ اور مولوی رشید احمد صاحب بھی مولوی مملوک علی صاحب کے پاس پہنچ گئے دونوں نے مولوی صاحب مذکور سے علوم حاصل کئے۔ یہ دونوں مولوی مملوک علی صاحب کے بڑے شاگردوں میں سے تھے۔ حقیقۃ مولوی مملوک علی صاحب سلطنت مغلیہ حنفیہ کے خوف سے اور علماء کرام کے جم غفیر کے ہراس سے اپنے وہابی مذہب کی علی الاعلان اشاعت تو نہ رسکتے تھے۔ لیکن درس میں عقائد وہابیہ کے کئی پرزے تیار کر